حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا عظیم بیٹی، باوفا شریک حیات اور نمونہ عمل ماں

□ محمد لطیف مطہری کچوروی٭٭

مقدمہ:

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے بارے میں کچھ لکھنا عام انسانوں کی بس کی بات نہیں اس عظیم شخصیت کے بارے میں کچھ رقم طراز کرنے لئے صاحب عصمت اور عالی بصیرت کا حامل ہونا چاہیے کیونکہ اس کے بغیر آپؑ کے وجود کو کوئی درک نہیں کر سکتا۔آپ کے فضائل اور مناقب خداوند متعال، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام ہی بیان کر سکتے ہیں۔

کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست
کہ تر کنم سر انگشت و صفحہ بشمارم

سمندر سیاہی، درخت قلم اور جن وانس لکھنے والے بن جائے تب بھی آپؑ کے فضائل بیان نہیں کر سکتے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؑ کے بارے میں فرماتے ہیں :(ان اللہ یغضب لغضبک و یرضی لرضاک)[1] بے شک خدا آپ کے غضبناک ہونے سے غصے میں آتا ہے اور آپ کی خوشنودی سے خوش ہوتا ہے۔انسانیت کے کمال کی معراج وہ مقام عصمت ہے جب انسان کی رضا و غضب خدا کی رضا و غضب کے تابع ہو جائے۔اگر عصمت کبری یہ ہے کہ انسان کامل اس مقام پر پہنچ جائے کہ مطلقا خدا کی رضا پر راضی ہو اور غضب الہی پر غضبناک ہو تو فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا وہ

---

[1] المستدرک علی الصحیحین، ج ۳ ص ۱۵۴

عظیم ہستی ہیں کہ خداوند متعال مطلّقاً آپ کی رضا پر راضی اور آپ کے غضب پر غضبناک ہوتا ہے ۔یہ وہ مقام ہے جو کامل ترین انسانوں کے لئے باعث حیرت ہے ۔ان کی ذات آسمان ولایت کے ستاروں کے انوار کا سرچشمہ ہے، وہ کتاب ہدایت کے اسرار کے خزینہ کی حد ہیں۔

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا وہ ہستی ہیں جو نسل اسماعیل میں اول امام کی شریک حیات اور گیارہ ائمہ کی ماں ہیں۔ جن کے متعلق توریت کے سفر تکوین کے ستر ہوں باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطلاع دی۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا وہ ہیں جو یوحنا کے مکاشفات میں ایک عظیم علامت کے طور پر آسمان پر ظاہر ہوئیں۔آپؑ لیلۃ مبارکۃ کی تاویل ہیں۔آپؑ شب قدر ہیں۔آپؑ نسائنا کی تنہا مصداق ہیں۔آپؑ زمانے میں تنہا خاتون ہیں جن کی دعا کو خداوند متعال نے مباہلہ کے دن خاتم النبیین کے ہم رتبہ قرار دیا۔آپؑ کائنات میں واحد خاتون ہیں جن کے سر پر (انما نطعمکم لوجه الله)[۲] کا تاج مزین ہے۔وہ ایسا گوہر یگانہ ہیں کہ خداوند متعال نے رسول خدا ﷺ کی بعثت کے ذریعے مومنین پر منت رکھی اور فرمایا: (لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم..)[۳] اور اس گوہر یگانہ کے ذریعے سرور کائنات پر منت رکھی اور فرمایا: (انا اعطیناک الکوثر فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ،ان شانئک هو الابتر) بے شک ہم نے ہی آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔یقیناً آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کمسنی میں ہی اپنے عظیم المرتبت والد گرامی کا بھرپور ساتھ دیا اور ان کے شانہ بشانہ تمام مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔آپ کو کائنات کے عظیم

[۲] انسان،۹۔
[۳] آل عمران، ۱۶۴۔

ہستی کی زوجہ اور شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا اسی لئے آپ نے بھی ایک باوفا شریک حیات بن کر اپنے آپ کو ثابت کر دیا چنانچہ حیدر کرار علیہ السلام جب میدان جنگ میں دشمنوں کا خاتمہ کرکے خون آلود تلوار گھر لاتے تھے تو جناب زہراء سلام اللہ علیہا اس خون آلود ذوالفقار کو دھو کر پھر سے اس کی چمک دمک لوٹاتی تھیں۔ ایک باوفا شریک حیات وہ ہوتی ہے جو اپنے شوہر کی خواہش زبان پر آنے سے پہلے اس کی خواہش پوری کر دے، اس کے درد کا درماں کرے اور اس کے غم واندوہ اور حزن وملال کو برطرف کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت علی علیہ السلام آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: (لقد کنت انظر الیها فتنکشف عنی الهموم والاحزان)[۴] میں جب بھی ان کے چہرے کی زیارت کرتا میرے تمام غم و اندوہ دور ہوجاتے تھے۔ ایک ماں صرف اپنے گھر میں مرکزی حیثیت کی حامل نہیں ہوتی بلکہ معاشرے کی تربیت میں بھی ماوں کا بڑا گرانقدر کردار ہوتا ہے۔ اسی لئے تو نپیولین بوناپارٹ نے کہا تھا: مجھے بہترین مائیں دو، میں تمہیں ایک عظیم قوم دوں گا۔ جناب سیدہ تمام ماوں کے لئے اسوہ اور نمونۂ عمل ہیں کیونکہ آپ نے دو نازش آفریں فرزندوں کی تربیت کی، جن میں سے ایک نے ملت اسلامیہ کا شیرازہ ایک نازک دور میں بکھرنے سے بچالیا اور یہ ثابت کر دیا کہ امت کی شیرازہ بندی میں امام کی حیثیت نظام کائنات میں سورج کی مانند ہوتی ہے۔ دوسرے فرزند نے اپنی ماں کی تربیت کا مظاہرہ میدان کربلا میں کیا اور ہر دور کے مفکرین کو یہ بتادیا کہ اگر تربیت اچھی ہو تو خون تلواروں پر کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتا ہے، دین کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرکے چہرہ پر اضمحلال طاری نہیں ہوتا بلکہ اور بھی درخشاں ہوتا جاتا ہے۔ تمام عالم کے ابراروں کے مولا سید الشہداء امام حسین علیہ السلام ہیں، دُنیا میں جتنے بھی حریت پسند لوگ ہیں ان سب کی قوتِ بازو، ان سب

[۴] بحار الانوار، جلد ۴۳، صفحہ ۱۳۴

کے جوش، ولولہ کے اندر جس سے زور اور توانائی آجاتی ہے اور جس کے تذکرہ سے عزم ملتا ہے جس کے ذکر سے ان کے اندر قوت آتی ہے وہ بھی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بیٹا ہے۔

اس مقالہ میں ہم جناب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی زندگانی کے مختلف جہات(ایک عظیم بیٹی، ایک باوفا شریک حیات اور ایک بہترین نمونہ عمل ماں) پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرینگے۔

الف: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ایک عظیم بیٹی

ا۔احترام رسول

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا اپنے بابا کے ساتھ رویہ بہت متواضع اور مؤدبانہ تھا اس طرح کہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا سب سے زیادہ رسول خدا کی تعظیم و تکریم کی کوشش کرتی تھیں اور ہمیشہ کمال ادب کے ساتھ پیش آتی تھیں اگرچہ باپ بیٹی کے درمیان محبت بھرا رابطہ تھا لیکن یہ پیار اور محبت پاک پیغمبر کی نسبت احترام میں مانع نہیں ہوا۔

جناب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں: جب پیغمبر پر یہ آیت(لا تَجْعَلُوا دُعاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضا)[۵] تمہارے درمیان رسول کے پکارنے کو اس طرح نہ سمجھو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔" نازل ہوئی تو میں ان کو بابا نہیں کہتی تھی بلکہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارتی تھی تو حضرت نے میری طرف سے رخ انور پھیر لیا چند مرتبہ میں نے اس طرح آواز دی تو انھوں نے جواب نہیں دیا پھر فرمایا: بیٹی یہ آیت آپ کے لیے اور آپ کے خاندان کے لیے نازل نہیں ہوئی ہے آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں یہ

---

[۵] نور، ۶۳۔

آیت تو جفاکاروں اور متکبرین کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ مجھے بابا کہہ کر پکار کریں کیونکہ یہ میرے دل کی تسکین اور پروردگار کی رضایت کا سبب ہے[6]۔

۲۔ جنگ احد میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا کردار

جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے کفار مکہ بھرپور تیاری کے ساتھ جنگ کے لیے نکلے اور میدان احد میں پہنچے تو مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن بعض افراد حکم رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنے مقام سے ہٹ گئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم زخمی ہوئے ۔آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی بھی زخمی ہو گئی۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو فورا حضرت صفیہ رسول خدا کی پھوپھی اور حضرت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میدان احد کی طرف آئیں۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے رونا شروع کیا جب سیدہ کی نظر اپنے بابا کے چہرے پر پڑی تو دیکھا کہ پیشانی سے خون بہہ رہا ہے جو محاسن شریف کو رنگین کر رہا ہے۔ جناب سیدہ اپنے بابا کے چہرے کو دھو بھی رہی تھیں اور یہ بھی فرما رہی تھیں "اللہ کے نبی کے چہرے کو جس ظالم نے اس طرح زخمی کیا ہے اس پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ جب جناب سیدہ نے دیکھا کہ خون نہیں رک رہا تو آپ نے چٹائی کا ٹکڑا لیا اسے جلایا اس کی راکھ پیغمبر کے زخموں پر لگادی جس سے خون بند ہو گیا۔[7]

۳۔ام ابیھا

جناب سیدہ ہمیشہ شمع کے پروانہ کی طرح بابا کے گرد طواف کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اس طرح بابا کا خیال رکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے انہیں "ام

[6] محمد دشتی، فرہنگ سخنان حضرت فاطمہ، قم، مؤسسہ فرہنگی تحقیقاتی امیر المؤمنین، بی تا، ص ۲۳۔
[7] گروہ مولفان، پیشوا، یان ہدا، یت، قم مجمع جہانی اہل بیت ۱۴۲۷، چاپ اول، ج ۳، ص ۵۳؛ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۷، ج ۱، ص ۳۲۴۔

ابیھا"[۸] کا لقب دیا۔ اس لقب کی یہ وجوہات ہو سکتی ہیں:

ا۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وجہ تخلیق پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ آلہ و سلم

حدیث قدسی ہے کہ "لولاک لما خلقت الافلاک ولولا علی لما خلقتک ولولا فاطمہ لما خلقتکما"[۹]؛ اے محمد اگر میں تجھے خلق نہ کرتا تو کائنات کو خلق نہ کرتا اور اگر علی کو خلق نہ کرتا تو تجھے بھی خلق نہ کرتا اور اگر فاطمہ کو خلق نہ کرتا تو آپ دونوں کو خلق نہ کرتا۔ یہ حدیث اگر سندا صحیح ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کائنات کی وجہ تخلیق ہیں اور خدا کے نزدیک اتنا بلند مقام رکھتی ہیں کہ سب چیزیں ان کے صدقے میں وجود میں آئی ہے۔

۲۔ پیغمبر کی شخصیت کا آپ سے وابستہ ہونا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی شخصیت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے وابستہ ہے کیونکہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی والدہ گرامی جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے اپنی تمام سعی و کوشش کے ذریعے تیرہ سال اسلام کو مکہ میں پروان چڑھایا اگر حضرت خدیجہ کی دولت وثروت نہ ہوتی تو مکہ کی بنجر زمین میں آندھیوں اور طوفان سے بچ کر اسلام کے پودے کا تنومند ہونا ناممکن ہو جاتا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے محبت اور عطوفت کی بناء پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو "ام ابیھا" نہیں کہا ہے بلکہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی الٰہی فرائض درجہ کمال تک انجام دئے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو حقیقتاً حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے ماں جیسی محبت وشفقت ملی اور مذکورہ حدیث کی روشنی میں آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی علت غائی ہیں جس کی بناء پر آپ کو "ام ابیھا" کا لقب ملا۔

---

[۸] گروہ مولفان، اعلام الهدایہ، قم، مجمع العالیم لاہل البیت، ۱۴۲۵، چاپ دوم، ج ۳ ص ۴۴۔
[۹] مرندی، ابوالحسن آل عبا، مجمع النورین، قم، ۱۳۲۸، بی تا، ج ۱، ص ۱۴۔

ب: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ایک باوفا شریک حیات

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا خواتین عالم کے لیے زندگی کے تمام پہلوؤں پر خوش بختی اور سعادت کے راستوں کا تعین کرتا ہے تاکہ دنیا کے سامنے ایک عملی نمونہ ہو۔

ا۔ کم توقع رکھنے والی شریک حیات

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جانتی تھیں کہ وہ اسلام کے سپہ سالار کی زوجہ ہیں اور وہ شوہر کے حساس مقام کو جانتی تھیں اس لیے کبھی بھی حضرت علی علیہ السلام سے کسی ایسی خواہش کا اظہار نہیں کیا جو ان کی اسلامی سرگرمیوں میں رکاوٹ کا سبب بنے۔ روایت ہے کہ ایک دن جناب امیر علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے پوچھا گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا(لَا وَ الَّذي أَكْرَمَ أَبِي بِالنُّبُوَّةِ وَ أَكْرَمَكَ بِالْوَصِيَّةِ مَا أَصْبَحَ الْغَدَاةَ عِنْدِي شَيْءٌ أُغَدِّيكَهُ وَ مَا كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ مُنْذُ يَوْمَيْنِ إِلَّا شَيْءٌ كُنْتُ أُوثِرُكَ بِهِ عَلَى نَفْسِي وَ عَلَى ابْنَيَّ هَذَيْنِ حَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا فَاطِمَةُ أَ لَا كُنْتِ أَعْلَمْتِينِي فَأَبْغِيَكُمْ شَيْئاً فَقَالَتْ يَا أَبَا الْحَسَنِ إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنْ إِلَهِي أَنْ تُكَلِّفَ نَفْسَكَ مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ [10]) نہیں اس ذات کی قسم جس نے میرے بابا کو نبوت کا شرف بخشا اور آپ کو ان کا برحق وصی بنایا! دو دن سے ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا: آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا؟ جواب دیا: " مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو اس بات کی زحمت دوں کہ جو آپ کے لیے ممکن نہ ہو۔

۲۔ ہم راز و ہم نوا

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت علیؑ دونوں ایک دوسرے کے ہم غم، ہم راز و ہم

---

[10] محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، تہران، ۱۳۶۳، ج ۴۳، ص ۵۹۔

نواسے تھے۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہمیشہ اپنے شوہر کی حوصلہ افزائی کیا کرتی تھیں اور ان کی فداکاری اور بہادری کو سراہتی اور آپ کو آسودہ خاطر کرتی تھیں۔ اپنی بے ریا محبت سے تھکے ماندے جسم اور بدن کے زخموں کو تسکین دیتی۔ خود حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے: "وَ لَقَدْ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا فَتَنْكَشِفُ عَنِّي الْهُمُومُ وَ الْأَحْزَان"[1]؛ جب میں گھر واپس آتا اور زہرا کو دیکھتا تو میرا تمام غم و اندوہ ختم ہو جایا کرتا تھا۔"

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا گھر در حقیقت اخلاص اور محبت کا مرکز تھا۔ میاں بیوی دونوں کمال اخلاص کے ساتھ باہمی مدد سے گھر کے امور چلاتے تھے۔ حضرت علی بچپن ہی سے پیغمبر اسلامؐ کے دامن وحی کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ بہترین اسلامی اخلاق، فضائل کے مالک تھے حضرت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے بھی اپنی بابا گرامی کے دامن وحی میں تربت پائی تھی آپ لوگوں کے کان بچپن ہی سے قرآن سے مانوس تھے۔

تاریخ گواہ ہے حضرت علی حضرت فاطمہ ایک دوسرے کا بہت احترام اور خیال رکھتے تھے۔ لیکن کبھی کبھار آپس میں مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً ایک دن آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہؐ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں دوسری طرف سے جواب آتا ہے کہ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم رسول خدا کی خدمت میں چلتے ہیں اور انہی سے ہی پوچھتے ہیں کہ ہم دونوں میں سے کس کو زیادہ دوست رکھتے ہیں؟ پس دونوں بزرگوار حضرت رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں گئے تو جناب زہرا نے پوچھا(أَيُّنَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنَا أَمْ عَلِيٌّ ع قَالَ النَّبِيُّ ص أَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ وَ عَلِيٌّ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْكَ فَعِنْدَهَا قَالَ سَيِّدُنَا وَ مَوْلَانَا الْإِمَامُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَ لَمْ أَقُلْ لَكِ أَنَا وَلَدُ فَاطِمَةَ ذَاتِ التُّقَى قَالَتْ فَاطِمَةُ وَ أَنَا ابْنَةُ خَدِيجَةَ الْكُبْرَى قَالَ عَلِيٌّ وَ أَنَا ابْنُ الصَّفَا قَالَتْ فَاطِمَةُ أَنَا ابْنَةُ

---

[1] موفق بن احمد خوارزمی، المناقب، قم، جامعہ مدرسین، ۱۴۱۱، ص ۳۵۳۔

سدْرَة الْمُنْتَهَى قَالَ عَلِيٌّ وَ أَنَا فَخْرُ الْوَرَى قَالَتْ فَاطمَةُ وَ أَنَا ابْنَةُ دَنا فَتَدَلَّى وَ كَانَ منْ رَبِّه قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنى قَالَ عَلِيٌّ وَ أَنَا وَلَدُ الْمُحْصَنَاتِ قَالَتْ فَاطمَةُ أَنَا بِنْتُ الصَّالحَاتِ وَ الْمُؤْمِنَات) [۱۲] آپ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں یا علی سے؟ تو آنحضرت نے جواب دیا: (**انت احب الی وعلی اعز منک**) اے فاطمہ میں تجھے زیادہ چاہتا ہوں اور علی میرے لئے زیادہ عزیز ہیں۔ اس وقت ہمارے مولا اور سید، سردار نے کہا: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا: میں فاطمہ (بنت اسد) صاحب تقوا کا فرزند ہوں، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جواب میں کہا: میں خدیجہ کبری کی بیٹی ہوں، علی نے کہا: میں صفا کا بیٹا ہوں، فاطمہ نے کہا: میں سدرۃ المنتہیٰ کی بیٹی ہوں، علی نے کہا: میں فخر وریٰ ہوں، فاطمہ نے کہا: میں دنا فتدلی اور قاب و قوسین او ادنی کی بیٹی ہوں، علی نے کہا: میں پاک دامن ماؤں کا بیٹا ہوں تو فاطمہ نے کہا: میں صالحات اور مؤمنات کی بیٹی ہوں۔"

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے الٰہی انعامات کا مذکورہ مکالمہ میں ذکر فرمایا ہے جس سے ہر میاں بیوی کو یہ سبق ملتا ہے کہ فضول اور مادی چیزوں کے ذریعے ایک دوسرے پر فخر نہیں کرنا چاہئے اور اپنی بڑائی بیان نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ سادہ زندگی

جناب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی تربیت یافتہ تھیں۔ انھوں نے دنیا کی ظاہری شان و شوکت سے دوری اور سادگی کا درس اپنے بابا سے لیا تھا اور ایثار و قربانی بھی اپنے والدین سے سیکھی تھیں۔ انھوں نے امام علیؑ کے ہمراہ اپنی زندگی کو رضایت خدا کے لیے وقف کر دیا تھا اور جو کچھ ان کے پاس حتی کہ اپنے جہیز کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔

---

[۱۲] عبد اللہ بحرانی، اصفہانی، عوالم العلوم والمعارف، قم مؤسسہ الامام المہدی، چ اول، ج ۱۱، ص ۲۶۲-۲۶۶؛ شاذان بن جبرئیل قمی، الفضائل، شاذان بن جبرئیل قم: رضی، ۱۳۶۳ش، ص ۸۰۔

حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر آئے تو دیکھا جناب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا زمین پر بیٹھی ایک ہاتھ سے چکی چلا رہی ہے اور دوسرے ہاتھ سے بچے کو گود میں لے کر دودھ پلا رہی ہیں تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا:(يا فاطمة تعجلي مرارة الدّنيا بنعيم الآخرة (الجنّة)غدا) [۱۳] اے فاطمہ دنیا کی مشکلات کو آخرت ،بہشت کی مٹھاس کے لیے برداشت کرو۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے جواب میں فرمایا(الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى نَعْمَائِهِ وَ الشُّكْرُ لِلَّهِ عَلَى آلَائِه) حمد وشکر خداوند کے لیے ہے اس کی لاتعداد نعمتوں کے بدلے میں تو اس وقت یہ آیہ نازل ہوئی:(وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضى) [۱۴]؛ عنقریب تیرا رب تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

۴۔ شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا عالمین کی سیدہ ہونے کے باوجود کبھی بھی اپنے شوہر کی اتباع میں لیت ولعل کا مظاہرہ نہیں کیا۔آپؑ ہمیشہ حضرت علیؑ کی مکمل اتباع کرتی تھیں۔آپؑ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھتی تھیں۔ کیونکہ آپ اسلامی تعلیمات کے نہ فقط پابند تھیں بلکہ نسوان عالم کی معلّمہ بھی تھیں۔آپ اس بات سے کاملاً آگاہ تھیں کہ اسلام عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنے سے منع کرتا ہے۔ اگر کوئی عورت ایسا کرے اور شوہر کو غضبناک کرے خداوند عالم اس کی نماز اور روزہ کو قبول نہیں کرتا جب تک اس کا شوہر

[۱۳] ابن شہر آشوب مازندرانی، المناقب، قم، علامہ، ۱۳۷۹ق، ج ۳، ص ۳۴۲۔
[۱۴] الضحی، آیت ۵۔

راضی نہ ہو جائے۔[15] اگر ایک دوسرے کے خیال رکھنے اور زن و شوہر کے حقوق کے خیال رکھنے کے اعتبار سے ایک کامل نمونہ دیکھنا ہو تو اس کا حقیقی نمونہ اس کائنات میں امام علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہی کو پیش کرنا چاہیئے۔

۵۔ گھریلو ذمہ داریوں کی تقسیم

حضرت علی علیہ السلام گھر کے اندرونی حالات و مسائل سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ امام علی علیہ السلام جانتے تھے کہ جس قدر مرد کو عورت کی طرف سے اخلاص، محبت اور قدردانی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح عورت بھی اس کی طالب ہوتی ہے امام علی علیہ السلام بھی جناب سیدہ کی ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی فرماتی اور گھر کے کاموں میں ان کی مدد کرتے تھے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:(كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع يَحْتَطِبُ وَ يَسْتَقِي وَ يَكْنُسُ وَ كَانَتْ فَاطِمَةُ ع تَطْحَنُ وَ تَعْجِنُ وَ تَخْبِزُ)[16] حضرت علی علیہ اسلام گھر کے لیے لکڑیاں اور پانی مہیا کرتے اور گھر کی صفائی کرتے تھے۔ جناب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا چکی پیستی، آٹا گوندھتی اور روٹی پکاتی تھیں۔ لہٰذا آج کے میاں اور بیوی بھی اس الٰہی جوڑے کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں تو گھریلو زندگی جنت نظیر بنا سکتے ہیں۔ خواتین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہاؑ کی طرح اپنے شوہر سے بے جا فرمائشات نہ کرے اور مرد حضرات حضرت علیؑ کی طرح اپنی بیوی کی اچھے کاموں میں مدد کرے۔ جس طرح مولا کائنات اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے سوال کیا تو انہوں نے آپؐ کے جواب میں فرمایا:(سَأَلَ عَلِيّاً كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ قَالَ نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ وَ سَأَلَ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ خَيْرُ بَعْل)[17] فاطمہ اللہ

[15] ابراہیم امینی، اسلام کی مثالی خاتون، مترجم: اختر عباس، سعید حیدری، دار الثقافہ الاسلامیہ پاکستان، چ، دوم، ۲۰۰۱، ص۹۶۔
[16] محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، تہران، اسلامیہ، ۱۳۵۳، ج ۴۳، ص۱۱۷۔
[17] محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۳، ص۱۱۷۔

کی اطاعت میں میری بہترین مددگار ہیں اور علی میرے لئے بہترین شوہر ہیں۔"

ج: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ایک عظیم ماں

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی سنگین ذمہ داریوں میں سے ایک بچوں کی پرورش کرنا تھی۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بچے اس کے باوجود کہ ذاتی طور پر اللہ کی طرف سے تربیت شدہ ہیں پھر بھی والدین اور نانا کے کمالات، حسن معرفت اور اخلاق کے تحت کمالات اور مقام و مرتبے کی مزید بلندیوں کو پالیتے ہیں۔ خداوند متعال نے معین فرمایا تھا کہ پیشوایان دین اور پیغمبر کے جانشین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی پاکیزہ نسل سے وجود میں آئیں کیونکہ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فرماتے ہیں(كلّ بني أنثى فإنّ عصبتهم لأبيهم ما خلا ولد فاطمة فإنّي أنا عصبتهم و أنا أبوهم)[18] ہر عورت کی اولاد حسب و نسب ان کی والد کی پلٹتے ہیں مگر فاطمہ کی اولاد کہ میں ان کا باپ ہوں۔

تربیت اولاد

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی نظر میں گھر ایک حساس مرکز تھا آپ اسے انسان سازی کا ایک عظیم کارخانہ اور عسکری مشقوں اور شجاعت و فداکاری کی ایک اہم درسگاہ سمجھتی تھیں۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وحی الٰہی کی تربیت یافتہ تھیں اسی لئے جانتی تھیں کہ گھر اسلام کا بڑا مورچہ ہے۔ اگر عورت اس مورچہ پر پسپا ہو جائے تو سب سے پہلے نقصان اولاد کی عدم تربیت ہے جس کا خمیازہ نسلوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے گھر میں بچوں کی اسلامی تربیت کے لیے ایک عالی اور مثالی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے بچوں کی تربیت کا وہی پروگرام عملاً تشکیل دیا جو قرآن مجید اور احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میں بیان ہوا ہے۔

---

[18] شوشتری، احقاق الحق، ا، ج۹، ص۶۴۹۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جانتی تھیں انہیں حسن و حسین جیسے فرزندوں کی تربیت کرنی ہے جو اسلام کو ضرورت پڑنے پر اپنی اور اپنے عزیزوں کی جانوں کو دین پر قربان کر دیں اور اپنے عزیزوں کے خون سے شجر اسلام کو سیراب کر دیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر میں مکمل طور پر تعلیمات اسلامی جاری تھا۔ روایت ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام متولد ہوئے تو ایک زرد کپڑے میں لپیٹ کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت نے فرمایا: کیا میں تم سے نہیں کہا تھا کہ نو مولود کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹا کرو؟ اس کے بعد امام حسن علیہ السلام کے زرد کپڑے کو اتار پھینکا اور انھیں سفید کپڑے میں لپیٹ کر انھیں بوسہ دینا شروع کیا یہی عمل امام حسین علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بھی انجام دیا۔[19]

ابوہریرہ کہتا ہے:(رأيت النّبي صلّى اللّه عليه و آله و سلّم يمصّ لعاب الحسن و الحسين كما يمصّ الرجل التمر)[20] ایک دن آنحضرت کو دیکھا کہ آپ حضرت امام حسن و حسین کے لبوں کو اس طرح چوس رہے تھے جیسے کوئی کھجور کو چوستا ہے۔

الف۔ توحید پروری

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے بچپن ہی سے بچوں کو اللہ تعالی کی بندگی کا درس دیا تھا جیسا کہ "**ليلة القدر** "یعنی شب قدر میں جناب سیدہ اپنے فرزندوں کو سونے نہیں دیتی تھیں اور فرماتی تھیں" محروم وہ ہے جو آج رات محروم رہے۔[21] حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے

---

[19] محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، تہران، اسلامیہ، ۱۳۶۳ش، ج ۴۳، ص ۲۴۰۔
[20] ایضا
[21] قاضی نعمان مغربی، دعائم الاسلام، القاہرہ، دار المعارف، ملاحظات، موسسہ آل لبیت، ۱۹۶۳م، ج ۱، ص ۲۸۲۔

اس طرح اپنی اولاد کے دل وجان میں عبودیت اور خشوع وخضوع کا جذبہ قوی کیا کہ وہ اپنی زندگی کے خوبصورت لمحات عبادت الہی میں گزارتے تھے۔

بنابرین والدین پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو توحید سے آشنا کریں، قرب الہی اور عبادت کا شوق ان میں پیدا کریں۔ جو بچے اپنی زندگی کے آغاز سے ہی توحید سے آشنا ہو اور ایمان الہی کے سایہ میں پروان چڑھے وہ روحی طور پر مضبوط ہوتے ہیں اور پوری زندگی ایمان کے نورانی اثرات ان کردار وگفتار سے ظاہر ہوتے ہیں[۲۲]۔

ب۔ علم دوست

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جانتی تھیں کہ حسنین شریفین علیہما السلام، امام ہیں اور علم لدنی رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں نانا کے پاس بھیجتی تھیں۔ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا امام حسن علیہ السلام کو مسجد میں بھیجتی ،جب وہ واپس آتے تو پوچھتی حسن بیٹا بتاؤ آج تمہارے نانا نے کیا فرمایا ہے۔ امام حسن علیہ السلام سب کچھ بیان فرماتے۔ جب حضرت علی علیہ السلام گھر تشریف لاتے تو سیدہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی بیان فرماتیں تو حضرت علی علیہ السلام پوچھتے: یہ سب کچھ آپ کس سے سنتی ہیں؟ تو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بتاتی کہ میرا بیٹا حسن مجھے بتاتا ہے۔ ایک دن حضرت علی علیہ السلام کسی چیز کے پیچھے بیٹھ کر سننے لگے کہ آپ کا فرزند امام حسن علیہ السلام کس طرح بیان کرتا ہے تو امام حسن علیہ السلام نے کہا: اما جان آج کوئی بڑا مجھے دیکھ رہا ہے۔ میری زبان لڑکھڑا رہی ہے تو امام علی علیہ السلام نے آکر امام حسن علیہ السلام کو سینے سے لگایا۔

[۲۲] محمد تقی فلسفی، کودک از نظر وراثت وتربیت ، تہران، ہیئت نشر معارف اسلامی، بی تا، ص۱۷۸۔

ج۔ عدالت محور

اگر والدین اپنے بچوں کے درمیان محبت کرنے میں عدالت کی رعایت نہ کریں تو ان میں حسد اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اپنے بچوں کے ساتھ محبت آمیز رفتار میں عدالت کی رعایت کرتی تھیں۔ ایک دن امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے سامنے کشتی کھیل رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم امام حسن علیہ السلام کو امام حسین علیہ السلام پر کامیابی کا شوق دلا رہے تھے جب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے سنا تو عرض کیا بابا آپ میرے بڑے بیٹے کو شوق دلا رہے ہیں جبکہ میرا حسین چھوٹا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا: میرا دوست جبرئیل حسین کی تشویق کر رہا ہے۔ [۲۳]

---

[۲۳] محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، تہران اسلامیہ، ۱۳۶۳ش، ج ۴۳، ص ۲۶۸۔

منابع:

۱. ابراہیم امینی ، اسلام کی مثالی خاتون، مترجم : اختر عباس، سعید حیدری، دارالثقافہ الاسلامیہ پاکستان، چ، دوم، ۲۰۰۱ ، ص۹۶۔

۲. ابن شہر آشوب مازندرانی، المناقب، قم، علامہ، ۱۳۷۹اق، ج۳ ، ص ۳۴۲۔

۳. حسن مصطفوی ، التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، بیروت ،دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۳۰اق ،چ سوم ،ج۴، ص۲۰.

۴. الشوشتری، القاضی نوراللہ، احقاق الحق وازھاق الباطل، قم، مکتبۃ آیۃاللہ المرعشی النجفی، ۱۶۰۹اق، ج۴، ص۴۸۱۔

۵. صدوق، علل الشرائع، ناشر، داوری، بی تا، ج۱، ص ۱۸۲۔

۶. طلال بن علی متی احمد، مادۃ اصول التربیۃ الاسلامیہ،مکہ مکرمہ، جامعہ ام القری، الکلیۃ الجامیہ ، ۱۴۳۱ھ ، ص۸۔

۷. عبد اللہ بحرانی، اصفہانی، عوالم العلوم والمعارف ، قم مؤسسہ الامام المہدی ،چ اول،ج۱۱ ،ص ۲۶۲-۲۶۶؛ شاذان بن جبرئیل قمی،الفضائل، شاذان بن جبرئیل قم: رضی، ۱۳۶۳ ش، ص۸۰۔

۸. فضل بن حسن طبرسی، اعلام الوری بالام الہدی، قم آل البیت۱۴۱۷، ق، ج۱ ، ص۳۹۵۔

۹. قاضی نعمان مغربی، دعائم الاسلام ، القاہرہ، دار المعارف ، ملاحظات، موسسہ آل لبیت، ۱۹۶۳م، ج۱ ، ص۲۸۲۔

۱۰. گروہ مولفان ، پیشوایان ہدایت، قم مجمع جہانی اہل بیت۱۴۲۷ ، چاپ اول، ج ۳ ، ص۵۳؛ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۷

۱۱. گروہ مولفان، اعلام الہدایہ، قم، مجمع العالیم لاہل البیت، ۱۴۲۵ ، چاپ دوم، ج۳ص ۴۴۔

۱۲. مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، تہران، اسلامیہ، ۱۳۶۸ش، ج۴۳، ص: ۵۷۔

۱۳. محمد بہشتی، مبانی تربیت از دیدگاہ قرآن، ص ۳۵.
۱۴. محمد تقی فلسفی، کودک از نظر وراثت وتربیت ، تہران، ہیئت نشر معارف اسلامی، بی تا، ص۱۷۸۔
۱۵. محمد دشتی، فرہنگ سخنان حضرت فاطمہ ، قم، مؤسسہ فرہنگی تحقیقاتی امیر المؤمنین، بی تا، ص ۲۳۔
۱۶. مرتضیٰ مطہری، تعلیم وتربیت در اسلام، تہران: صدرا، ۱۳۷۳ش۔ ، ص ۴۳۔ ۔ مرتضیٰ
۱۷. مرندی، ابوالحسن آل عبا، مجمع النورین، قم، ۱۳۲۸، بی تا، ج۱، ص ۱۴۔
۱۸. موفق بن احمد خوارزمی، المناقب، قم، جامعہ مدرسین، ۱۴۱۱، ص ۳۵۳۔